ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

تحریکِ استشراق: ایک اینٹی اسلامک آئیڈیالوجی
(پیر محمد کرم شاہ الازہری کے افکار کا تحقیقی مطالعہ)

ORIENTALISM: AN ANTI-ISLAMIC IDEOLOGY (A RESEARCH STUDY OF PIR MUHAMMAD KARAM SHAH AL-AZHARI'S THOUGHT)

Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Green International University, Lahore
Email: dr.riaz@giu.edu.pk, prof.riaz786@gmail.com
Hafiz Farhal Ameer
Teaching Staff at Punjab Education Department.
Ph. D Scholar, Green International University, Lahore
Email: hafizfarhal786@gmail.com

Abstract
With profound and sagacious insight into the contemporary issues of the Ummah, which is the prerequisite for an ideal exegete of the Holy Quran, Pir Muhammad Karam Shah (1918-1998) has no parallel in the entire literature of this genre. This research critically analyzes the Orientalism and their conspiracies against Islam and the Muslims and showcases the reality that the orientalism is an ideological movement rooted in anti-Islamic motives, through the lens of Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari's scholarly thoughts. Orientalism, often presented as an academic endeavor to study Eastern cultures and religions, has historically carried a biased agenda aimed at distorting Islamic teachings and undermining Muslim identity. Contemporary scholars of the Muslim world tried their level best to elaborate the obnoxious designs of the orientalists but Pir Muhammad Karam Shah offered a comprehensive intellectual response to the misrepresentations propagated by Orientalist writers. This study analyzes his critical evaluation of Orientalist literature and highlights his efforts to defend Islamic beliefs through scholarly refutations, historical clarifications, and theological reasoning. By exploring his writings, the research sheds light on his methodology, which blends traditional Islamic scholarship with contemporary awareness. The study ultimately presents Orientalism as a deliberate ideological construct and situates Pir Karam Shah's work as part of a broader intellectual resistance within the Muslim world.

Keywords: *Pir Muhammad Karam Shah, Sagacious Insight, Contemporary Issues of the Ummah, Orientalism, Traditional Islamic Scholarship, Intellectual Resistance.*

اگرچہ ظہورِ اسلام کے وقت یہودیت اور عیسائیت تمام تر استفادہ واستفاضہ کی صلاحیتیں زائل کر کے انحطاط پذیر ہو چکی تھیں۔ تحریکی قوا جو مذاہب کا خاصہ ہوا کرتی ہیں وہ ان دونوں میں سے گردشِ دوراں نے بالکل ختم کر دیں تھیں۔ اگر ان مذاہب میں کچھ باقی تھا تو بے جا تعصب اور حق کی مخالفت۔ توحیدِ خالص کے پرچم کے سائے میں کاروانِ اسلام جب صحرائے عرب کو طے کرتا ہوا جزیرۃ العرب کو اس کی تنگ دامنی کا احساس دلاتے ہوئے آنِ واحد میں عبور کر کے، سونامیائی سیلِ تندرو بن کر الحاد کے فلک بوس کہساروں سے ٹکرایا تو رزم گاہِ حق وباطل میں اسلام کو جس دشمن سے نبرد آزما ہونا پڑا وہ یہود و نصاریٰ کا تعصبِ بے جا تھا۔ یہ تعصب مختلف ادوار میں بھیس بدل بدل کر سامنے آتا رہا گذشتہ چند صدیوں سے اس کے وجود اور اوتار کو تحریکِ استشراق اور محرکین کو مستشرقین کہتے ہیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

یہ اسلام دشمنی کا ایک زاویہ نگاہ اسے کوئی علمی فلاحی تحریک کہنا بذات خود علمی سقم اور گناہ ہے۔یہ تو ایک اینٹی اسلامک آئیڈیالوجی ہے۔یہ کوئی اچانک پھوٹ پڑنے والی کوئی بیماری نہیں بلکہ موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے اس کے کئی ایک روپ رہے ہیں مگر قدر مشترک اسلام دشمنی ہی رہی ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ [1]

"دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کر دیں تمہیں۔اور نہیں گمراہ کرتے اپنے آپ کو اور وہ نہیں سمجھتے۔"

اسلام دین حق ہے اس کی مخالف قوت باطل ہی ہو سکتی ہے اور ہر قسم کی باطل سرگرمی دینِ حق کی سدِّراہ بنے گی او اگر موافقت مین ہو جائے تو باطل نہ رہے حق کا حصہ ہو جائے۔

"وانما ھو عبارۃ عن ایدیولوجیۃ خاصۃ یراد من خلالھا ترویج تصورات معینہ عن الاسلام،یصرف النظر عما اذا کانت ھذہ التصورات قائمۃ علی حقائق او مرتکزۃ علی اوھام وافتراءات"

"یہ ایک خاص قسم کی آئیڈیالوجی ہے جس کا مقصد اسلام کے بارے میں کچھ مخصوص تصورات کو پھیلانا ہے خواہ اسلام کے بارے میں وہ تصورات حقائق یا وہم اور جھوٹ پر مبنی ہوں۔"[2]

مذاہب عالم کے اختلافات اپنی جگہ ایک حقیقت سہی مگر اختلافات کو دوسرے مذاہب بالخصوص اہلِ مغرب کی نگاہ میں عناد بنانا،یہ کام تحریکِ استشراق کا ہی ہے۔اس سلسلہ میں انتہائی مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا۔

"Orientalism is the exaggeration of difference, the presumption of Western superiority, and the application of clichéd analytical models for perceiving the Oriental world. As such, Orientalism is the source of the inaccurate cultural representations that form the foundations of Western thought and perception of the Eastern world, specifically in relation to the Middle East region". [3]

"استشراق اختلافات کی مبالغہ آرائی ہے۔عالم استشراق میں مغربی برتری کا ایک مفروضہ ہے اور ہٹ دھرمی پر مبنی تجزیوں کے شعور کا استعمال ہے۔اسی طرح استشراق مغربی سوچ اور مشرق،خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ کے بارے میں تصور کی بنیاد بننے والا نامناسب ثقافتی نمائندگی کا ایک ذریعہ ہے۔"

استشراقیت:ایک مفروضہ

عمرانی ومعاشرتی علوم کا ایک سطحی ساطالبعلم ہو یاان علوم کا بحرِ عمیق ہر دو اس نتیجہ پر ضرور پہنچیں گے کہ مستشرقین اور تحریکِ استشراق کا حقائق کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں،تمام تصورات و محرکات کی عمارت کی بنیاد اوہام پر مبنی مفروضوں پر قائم ہے۔

"مستشرق مشتق ہے،استشراق سے جس کا مادہ شرق ہے جو ضد متصور ہوتا ہے غرب کا میں نے متصور ہوتا ہے کہا ہے اس کہ میرے نزدیک یہ تقسیم و تفریق حقیقی نہیں اعتباری ہے اور غیر صحت مند رجحانات کی پیداوار ہے"[4]

مستشرقین کی تعریف:ان کے طرزِ عمل سے

---

[1] القرآن،3:69

[2] احمد عبد الحمید، ڈاکٹر،(1996ء).الاستشراق فی میزان نقدالفکر الاسلامی،ص:10،قاہرہ،الدار المصریہ

[3] Saeed,Edward,(2000). Orientalism western conception of the, orient,pg:15,London, Routledge &kegan Paul

[4] اصلاحی،شرف الدین،ڈاکٹر،(2011ء).اسلام اور مستشرقین،ج:6،ص:55، اعظم گڑھ،دارالمصنفین شبلی اکیڈمی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

دشمن جنگی چالوں میں مہارت بھی رکھتا ہو اور محفوظ کمین گاہوں میں چھپا ہوا بھی ہو تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ تیر کہاں سے برسائے جا رہے ہیں، بعض اوقات یہ بھی نہیں علم ہو سکتا کہ کس ترکش سے کون بوچھاڑ کر رہا ہے بس گھائل جسم سے رِستے لہو اور درد سے پتہ چلتا ہے کہ مارے گئے۔ کچھ اس طرح کے حالات سے امتِ مسلمہ کو دوچار کر دیا گیا۔ مستشرقین کبھی چھپ کر، کبھی گھس کر، کبھی آگے بڑھ کر اور کبھی پیچھے ہٹ کر حملہ آور ہوتے رہے۔ وہ خود کو اپنے نام کو اور اپنے مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کی حکمتِ عملی پر ہمیشہ سے کار بند رہے ہیں۔ ان مستشرقین اور ان سے متعلقہ اصطلاحات کی تعریفات قدرے مشکل کام ہے۔

> "استعماری مغربی ممالک کے علماء اپنی نسلی برتری کے نظریہ کی بنیاد پر، مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس کی تاریخ، تہذیبوں ادیان، زبانوں، سیاسی اور اجتماعی نظاموں، ذخائرِ دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانب دارانہ تحقیق کے بھیس میں کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔"[5]

مختلف علمائے عمرانیات و دینیات کی تعریفات لکھنے کے بعد اپنی تعریف لکھتے ہیں جو ان کی تجرِ علمی کی غمازی کرتی ہے اور مستشرقین اسلام اور اہلِ اسلام کے بارے میں عزائم کو بے نقاب کرتی ہے لیکن اس تعریف میں ایک تو مشرقیت کو پوری وضاحت کے ساتھ نہیں بیان کیا گیا کیونکہ اسی بنا پر مستشرقین اور ان کے ارادوں کی وضاحت ہونا تھی اس کے علاوہ اس میں مستشرقین کی جماعت بندی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ بہر حال ان کی اس تعریف سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

> "مغربی اہلِ کتاب اور مسیحی مغرب کی اسلامی مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر، مسلمانوں پر اہلِ مغرب کا تسلط قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں مبتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، شریعت، تاریخ، نظام اور وسائل و امکانات کا جو مطالعہ غیر جانب دارانہ تحقیق کے دعوے کے ساتھ کرتے ہیں، اسے استشراق کہا جاتا ہے۔"[6]

استشراق: ایک جدید اصطلاح

اگر قدیم اسلامی و عربی کتب کو دیکھا جائے تو وہاں استشراق یا مستشرق کے الفاظ نہیں ملتے یہ بالکل ایک جدید اصطلاح ہے قدیم اسلامی ادب میں یہ اصطلاح مفقود ہے تاہم جس نے بھی اور جب بھی یہ اصطلاح استعمال کی ہو گی یا وضع کی ہو گی اس نے اس لفظ کو اسم با مسمّٰی بنانے کے لئے کمال ذہانت کو بروئے کار لا کر اسے ایجاد کیا ہو گا۔ اگر مستشرقین کی فطرت کو دیکھا جائے تو یہ لفظ نہایت ہی مناسب ہے۔

> "جب کسی زمانے میں کچھ لوگوں نے باہر سے آکر جزیرۃ العرب میں بود و باش اختیار کر لی اور وقت گزرنے کے ساتھ وہ بھی عرب ہو گئے تو ان کو عرب کے قدیم اور اصل باشندوں سے ممیز کرنے کے لئے اسی بابِ استفعال سے کام لے کر ایک لفظ بنایا گیا 'استعرب' عرب بن گیا۔ چنانچہ عرب کی قدیم تاریخ میں عرب عاربہ اور مستعربہ کی اصطلاحیں ملتی ہیں۔ اردو میں ہم اسے اصلی عرب اور نقلی عرب بھی کہہ سکتے ہیں، نئے اور پرانے سچے اور جھوٹے سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس مسئلے کی میں نے تحقیق نہیں کی کہ عربی میں مستشرقین اور استشراق کا لفظ پہلے پہل کس نے استعمال کیا، ان کے واضع خود مستشرقین ہیں تو ان سے چوک ہوئی، اگر غیر ہیں تو ان کا تیر نشانے پر لگا، استشراق کی حقیقت اور تاریخ جن کی نظر میں ہے وہ تسلیم کریں گے کہ یہ نام ان کے لئے انتہائی موزوں ہے، خود یہ نام ان کا راز فاش کرتا ہے، ان کے چہرے سے نقاب اٹھا کر ان کی اصلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ از روئے عربی زبان استشراق کے معنی ہوئے بہ تکلف مشرقی بننا اور مستشرق کا معنی وہ

---

[5] غراب، احمد عبد الحمید، ڈاکٹر، (1988ء). رویہ اسلامیہ للاستشراق، ص:7، ریاض، مکتبۃ المعارف

[6] رویہ اسلامیہ للاستشراق، ص:9

شخص جس نے بہ تکلف مشرقیت اختیار کی یا مشرقی بنا اور ظاہر ہے کہ اس فعل کی نسبت کی مغربی ہی کی طرف ہو سکتی ہے۔ خود کسی مشرقی کا مشرقی بننا مہمل سی بات ہے۔" [7]

ممکن ہے کہ ابتدا میں یہ لفظ مستشرقین اس قدر منفی معانی کے ساتھ مستعمل نہ رہا ہو صرف عرب میں غیر عرب یعنی عجمیوں کے لئے استعمال ہوتا ہو۔ عرب میں آکر بسنے والے عجمیوں کے لئے، جیسا کہ آج بھی مختلف ممالک میں نووارد لوگوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ محض نووارد نہ تھے، بغیر کسی مقصد کے ان کو کیا پڑی کہ یہ لق ودق صحرا کی دشوار گزار یاترا کرتے۔ ان کی بدنیتی ان کے لوگوں کے دلوں میں منفی خیالات اور معانی بسا تی رہی اور رفتہ رفتہ یہ پر طرح کی بدنیتی کا استعارہ بنتے چلے گئے۔

تحریکِ استشراق کی جامع تعریف

(پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نکتہ نظر)

مستشرقین کون ہیں، ان کے اغراض ومقاصد کیا تھے اور کیا ہیں، اسلام دشمنی میں یہ لوگ کہاں تک جاسکتے ہیں اور مستقبل میں یہ اسلام دشمنی کے سلسلے میں کیا منصوبہ بندی رکھتے ہیں، مستشرقین نے جو بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ علمی خدمات فراہم کی ہیں اس جال میں وہ کس کو پھانسنا چاہتے ہیں اور ان کے امت مسلمہ کو مقید ومقہور کرنے کے لئے کیا سیاسی عزائم ہیں ؟ ان تمام سوالوں کے جوابات دینے کے لئے علمائے اسلام نے ہمیشہ کوششیں کی ہیں لیکن علمی میدان میں جو گرفت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اس میں وہ کوئی ثانی نہیں رکھتے۔ کتاب کے اس حصے میں تقابل کر کے کسی خاص شخصیت کی مذمت کر کے اپنے ان بھائیوں کی دل آزاری مقصود نہیں، جو ان علمائے کرام سے وابستہ ہیں یا عقیدت رکھتے ہیں، مستشرقین کے جوابات دینے میں جن اہل حق نے قلم اٹھایا میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔

استشراق کی تعریف

تقریباً جن علمائے کرام نے مستشرقین اور ان کی تحاریک سے متعلق لکھا انہوں نے استشراق کی تعریف کی ہے، پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے کچھ سرکردہ علماء کی تعریفات نقل کرتے ہیں اور آخر میں اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہیں اور مقصد اس نکتہ نظر کی روشنی میں تجاویز وسفارشات مرتب کرنا ہے۔

استشراق کی جو تعریف عام طور پر مشہور ہے وہ یہ ہے۔ غیر مشرقی لوگوں کا مشرقی زبانوں، تہذیب، فلسفہ 'ادب اور، مذہب کے مطالعے میں مشغول ہونے کا نام استشراق ہے۔ [8]

اس تعریف کی رو سے جو غیر مشرقی عالم، مشرقی علوم کیلئے اپنے آپ کو وقف کرے گا اسے مستشرق کہا جائے گا۔

آکسفورڈ کی جدید ڈکشنری میں مستشرق کی جو تعریف کی گئی ہے وہ یہ ہے۔ مستشرق وہ ہے جو مشرقی علوم و آداب میں مہارت حاصل کرے۔ [9] المنجد میں مستشرق کا مفہوم یہ بتایا گیا ہے

اَلعَالِمُ بِاللُّغَاتِ وَالْآدَابِ وَالْعُلُومِ الشَّرْقِيَّةِ وَالِاسْمُ الِاسْتِشْرَاقِ

یعنی مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے۔

(Collinggem English Dictionary) میں مستشرق کا مفہوم یہ بتایا گیا ہے

"An expert in eastern languages and history"

یعنی مستشرق وہ ہے جو مشرقی زبانوں اور تاریخ کا ماہر ہو۔

---

[7] اسلام اور مستشرقین، ج:2، ص:65

[8] محمد احمد دیاب، اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، قاہرہ، 1989، ص: 10

[9] دکتور محمد ابراہیم الفنون، الاستشراق رسالتہ الاستعمار، قاہرہ 1993، ص:143

تاریخ میں کئی تحریکیں اور کردار ایسے ہوئے ہیں جن کو جو نام دیئے گئے وہی نام ان کے کام اور کردار کی عکاسی کرتے تھے اور ان کی پہچان مشکل نہ ہوتی تھی لیکن مستشرقین کو جو نام دیا گیا اس نام سے ان کے کردار اور مقاصد کا کسی طور سے کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا گو اس نام کے اندر بھی ایک بدنیتی پوشیدہ ہے۔

"ان تعریفوں میں سے کوئی تعریف بھی ایسی نہیں جو صدیوں سے موجود، استشراق کی فعال اور متحرک تحریک کے مقاصد اور عملی پہلوؤں پر صحیح روشنی ڈالتی ہو۔"[10]

وہ frame of reference جس کو مرکزمان کر اطراف بالخصوص مشرق و مغرب کا تعین کیا جاتا تھا وہ تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے۔ ایسا بھی رہا ہے کہ جب کوئی قوم طاقت ور ہو کر سامنے آتی تو ان امور کو اپنی طرف لوٹانے کو سیادت اور وجہ افتخار سمجھتی۔ یہ امر بعد میں آنے والوں کے لئے الجھاؤ کا سبب بنا۔

"مشرق کا لفظ بذات خود وضاحت طلب ہے۔ مشرق و مغرب کے مفہوم میں تبدیلیاں بھی واقع ہوتی رہتی ہیں۔ قرون وسطی بلکہ ازمنہ قدیمہ میں بحیرہ روم کو دنیا کا مرکز قرار دیا جاتا تھا اور جہتوں کا تعین اسی کے حساب سے ہوتا تھا۔ اس کے مشرقی اطراف میں واقع علاقوں کو مشرق اور اس کے مغرب میں واقع علاقوں کو مغرب سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

اگر ہم مشرق و مغرب کے اس مفہوم کو تسلیم کر لیں تو بھی بات واضح نہیں ہوتی اور نہ ہی مشرق کے اس مفہوم کی رو سے مستشرق کی مندرجہ بالا تعریف جامع و مانع رہتی ہے۔ مشرق کی اس تعریف کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دین مسیحی کا تعلق مشرق سے ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں جو مغربی عالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان، آپ کی سیرت، آپ کے مذہب اور دیگر مساعی کے مطالعہ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دے اسے مستشرق کا لقب دیا جانا چاہئے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے۔ بائبل کے دونوں حصوں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید میں جتنے واقعات اور حالات کے بیان ہے ان میں سے اکثر کا تعلق مشرق سے ہے لیکن بائبل کے علوم کے ماہر کو کوئی بھی مستشرق نہیں کہتا۔

یہ ایک حیران کن حقیقت ہے کہ وہ علمی مصادر جو مستشرقین کی مساعی کا نتیجہ ہیں وہی تو اس تحریک کے بارے میں کلیۃً خاموش ہیں اور اگر وہاں (Orientalism) یا (Orientalist) کا کوئی ذکر ملتا بھی ہے تو وہ انتہائی ناکافی اور باہم مختلف ہے۔"[11]

اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جس طرح مستشرقین اپنے مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کی حکمت عملی پر کاربند ہیں، اس طرح وہ اپنے نام کی بھی تشہیر نہیں چاہتے۔ مستشرقین نے اپنے مکروہ مقاصد کو درپردہ رکھ کر اور چھپ کروار کر کے منافق کا ازلی رویہ اختیار کرنے میں عافیت سمجھی۔ ابتداء میں ان کا کوئی نام نہ تھا، مگر جب ان کو اطراف عالم میں اپنے جال کو وسیع کرنا تھا اور اپنے کارندوں کو مربوط و منظم کرنا تھا تو اپنے کئی نام رکھنے پڑے اور مختلف ادوار میں اپنے نہ صرف ٹھکانے بدلنے پڑے بلکہ جب لبادہ بدلنا پڑا تو انہوں نے اپنے مذاہب بھی عارضی طور پر بدل لئے۔ عارضی طور پر مذہب کا بدلنا اور پھر ملبوس مذہب کے ساتھ گھل مل کر تمام معاملات کرنا، اس سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی منافقت کی طریق نہیں ہو سکتی۔

"یہ تحریک صدیوں مصروف عمل رہی لیکن اس تحریک کا کوئی باضابطہ نام نہ تھا۔ اربری کہتا ہے کہ "Orientalist" کا لفظ پہلی مرتبہ 1630ء میں مشرقی یا یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لئے استعمال ہوا۔"[12]

یعنی استشراق کا لفظ انگریزی زبان میں 1779ء میں داخل ہوا اور فرانس کی کلاسیکی لغت میں استشراق کے لفظ کا Orientalism" روڈنسن کہتا ہے کہ اندراج 1838ء میں ہوا۔ حالانکہ عملی طور پر تحریک استشراق اس سے کئی صدیاں پہلے وجود میں آچکی تھی اور پورے زور و شور سے مصروف عمل تھی۔

جن لوگوں نے تحریک استشراق کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ان کے اغراض و مقاصد، ان کی تاریخ اور ان کے علمی کارناموں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے، انہوں نے مستشرقین کے مختلف نظریات اور مساعی کے پیش نظر استشراق کی کچھ تعریفیں کی ہیں۔ ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب نے اپنی کتاب "رویۃ اسلامیۃ للاستشراق" میں کچھ تعریفیں لکھی ہیں۔ جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

---

[10] ضیاء النبی،ج:6،ص: 119

[11] ضیاء النبی،ج:6،ص: 120

[12] الاستشراق، رسالۃ الاستعمار ، صفحہ 142

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

(1)استشراق مغربی اسلوب فکر کا نام ہے۔ جس کی بنیاد مشرق و مغرب کی نسلی تقسیم کے نظریہ پر قائم ہے جس کی رو سے اہل مغرب کو اہل مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری حاصل ہے۔[13] یہ تعریف گو ہر مستشرق کی ذہنی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے لیکن اس تعریف کی رو سے اگر دیکھا جائے تو آج سارا یورپ اور امریکہ مستشرق کہلائے گا کیونکہ جب سے مغرب نے صنعتی اور عسکری میدان میں ترقی کی ہے اور ایک عرصہ انہوں نے اہل مشرق کو زیر نگیں رکھا ہے، اس وقت سے سارا مغرب اس انداز میں سوچتا ہے۔ اس صورت میں یہ تعریف استشراق کی تحریک کو سمجھنے کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

(2)استعماری مغربی ممالک کے علماء اپنی نسلی برتری کے نظریے کی بنیاد پر، مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس کی تاریخ، تہذیبوں، ادیان، زبانوں، سیاسی اور اجتماعی نظاموں، ذخائر دولت اور امکانات کا جو تحقیقی مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے بھیس میں کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔[14]

(3)استشراق اس مغربی اسلوب کا نام ہے جس کا مقصد مشرق پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے، اس کی فکری اور سیاسی تشکیل نو کرنا ہے۔[15]

آخری دونوں تعریفیں گو مستشرقین کے استعاری اور استحصالی ارادوں کا پتہ دیتی ہیں لیکن ان کے سینوں میں چھپی ہوئی اس حقیقی خواہش کی طرف اشارہ نہیں کرتیں جس کا پردہ ہمارے علیم و خبیر رب نے صدیوں پہلے چاک کر دیا تھا۔

وَدَّت طَائِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَکُمْ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ[16]

دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب ہے کہ کسی طرح گمراہ کر دیں نہیں۔ اور تمہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس حقیقت کو نہیں سمجھتے)۔

"ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب نے مندرجہ بالا تعریفیں معہ تبصرہ ذکر کرنے کے بعد استشراق کی جو تعریف خود کی ہے وہ یہ ہے

مغربی اہل کتاب، مسیحی مغرب کی اسلامی مشرق پر نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم کی بنیاد پر، مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کو اسلام کے بارے میں گمراہی اور شک میں مبتلا کرنے اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنے کی غرض سے، مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، شریعت، تاریخ، نظام اور وسائل و امکانات کا جو مطالعہ غیر جانبدارانہ تحقیق کے دعوے کے ساتھ کرتے ہیں اسے استشراق کہا جاتا ہے۔[17]

یہ تعریف گو مستشرقین کے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں عزائم کا پردہ چاک کرتی ہے لیکن اس تعریف میں ایک تو مشرق کے لفظ کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر مستشرقین کو مستشرقین کہا جاتا ہے۔ اس تعریف میں دوسری خامی یہ ہے کہ اس کی رو سے تمام مستشرقین ایک ہی زمرے میں شمار ہو جاتے ہیں حالانکہ مستشرقین کو بڑی آسانی سے کئی گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس تعریف میں تیسری خامی یہ ہے کہ جو مستشرقین اسلام کے علاوہ دیگر مشرقی علوم اور تہذیبوں کے میدان میں مصروف عمل میں وہ مستشرقین کے دائرے سے خارج ہو جاتے ہیں حالانکہ معروف معنوں میں وہ مستشرق ہیں۔ مستشرقین اور استشراق کی صحیح تعریف کرنے کے لئے لفظ "مشرق کا وہ مفہوم بڑا معاون ثابت ہو سکتا ہے جو رودی بارت نے بیان کیا ہے۔[18]

ڈاکٹر محمد ابراہیم الفوی رودی بارت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مستشرقین کے عرف میں لفظ "مشرق کا جغرافیائی مفہوم مراد نہیں بلکہ ان کے ہاں مشرق سے مراد زمین کے وہ خطے ہیں جن پر اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔[19] اہل مغرب اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ان کی جملہ ریشہ دوانیوں سے فرزندان توحید بے خبر ہیں، یہ ان کی ایک خوش فہمی ہو سکتی ہے کیونکہ اہل حق اپنے گرد و پیش سے آگاہ ہوا کرتے ہیں۔ عالم مغرب، ان کے زعماء اور ان کی تحاریک اور ان کی سر

---

[13] ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب، "رویۃ اسلامیہ للاستشراق"، ریاض۔، 1988 ص:7

[14] ایضاً

[15] ایضاً

[16] القرآن، 3:69

[17] رویہ اسلامیہ للاستشریق، ص:69

[18] ضیاء النبی، ج:6، ص: 122

[19] الاستشراق رسالۃالاستعمار، ص: 144

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

گرمیوں پر نگاہِ عمیق رکھنے والے عالم اسلام کے عظیم راہنما اور مفسرِ قرآن ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ، استشراقی ریشہ دوانیوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مستشرقین کی تعریف اس طرح سے کرتے ہیں۔ اس تعریف سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کس نگاہ سے مستشرقین پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

"اہلِ مغرب بالعموم اور یہود و نصاریٰ بالخصوص، جو مشرقی اقوام خصوصاً ملتِ اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب و تمدن، تاریخ، ادب، انسانی قدروں ملی خصوصیات وسائلِ حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اس غرض سے کرتے ہیں کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور ان پر اپنی تہذیب مسلط کر سکیں، ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے یہ لوگ منسلک ہیں وہ تحریکِ استشراق کہلاتی ہے۔"[20]

مستشرقین کی یہ تعریف اس قدر جامع ہے کہ اس کے بعد اس اصطلاح کو سمجھنے کے لئے کسی اور تعریف کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً اس تعریف میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ مستشرقین اہلِ مغرب میں سے یہود و نصاریٰ ہیں اور قرآن مجید میں ان کی ریشہ دوانیوں اور اشرار کا ذکر بکثرت موجود ہے یہ مستشرقین اسی کا ایک تسلسل ہیں۔ اس جامع تعریف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مستشرقین کا کام کیا ہے؟ وہ یہ کہ مستشرقین ایک خاص مقصدیت کے تحت جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ خاص طور پر ملت اسلامیہ کے مذہب، زبان و ادب، تاریخ اور مادی وسائل، تہذیب و تمدن اور اقدار کا مطالعہ کرتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں وہ یہ کام ان امور کو ترقی دینے کی غرض سے نہیں کیا جاتا بلکہ وہ یہ کام اہل اسلام کی صفوں میں گھس کر انتشار پھیلانے کے لئے کرتے ہیں۔ اس انتشار کا مقصد ملت اسلامیہ کی جمعیت کو پارہ پارہ کر کے قبضہ کرنا اور ان پر قابض ہونا ہے۔

تحریک استشراق کا آغاز

جس طرح پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ "Orientalism" کا لفظ یورپی زبانوں میں اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں رائج ہوا۔ استشراق کی اصطلاح رائج ہونے سے کتنا عرصہ پہلے یہ تحریک مصروف کار تھی؟ اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے دیا گیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز 1312ء میں ہوا جب فینا میں کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یورپ کی مختلف یونیورسٹیوں میں زبان کی تدریس کے لئے باقاعدہ (Chairs) قائم کی جائیں۔[21]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز تیرہویں صدی عیسوی میں ہوا جب قشتالہ کے بادشاہ الفونس دہم نے 1269ء میں مریسیلیا میں اعلیٰ تعلیم کا ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے نے ابو بکر الرقوی کی سربراہی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ": مسلمان، عیسائی اور میلادی عالم مقرر کئے اور انہیں تصنیف، ترجمہ اور تشخیص کے کام پر مامور کیا۔ اس ادارے نے انجیل تلمود اور قرآن کا ہسپانوی زبان میں ترجمہ کیا۔ اسی صدی میں سسلی کے بادشاہ فریڈرک ثانی نے مائیکل سکاٹ کی سرکردگی میں دار الترجمہ قائم کیا۔ اس ادارے نے مائیکل سکاٹ کی نگرانی میں بعض اسلامی علوم کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ شاہ سسلی نے ان ترجمہ شدہ کتابوں کے کئی نسخے تیار کرائے اور انہیں یورپ کی جامعات، مدارس اور دیگر علمی اداروں کو بطور تحفہ بھجوایا۔ ان میں سے کچھ کتابیں یورپ میں سترھویں صدی عیسوی تک پڑھائی جاتی رہیں۔[22]

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ تحریک استشراق کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں ہوا جب 1143ء میں پطرس محترم کے ایماء پر پہلی مرتبہ قرآن حکیم کا لاطینی زبان میں ترجمہ مکمل ہوا۔ پطرس محترم دیر کلونی کا رئیس تھا۔ یہ اپنے دل میں اسلام کے خلاف شدید تعصب رکھتا تھا۔ وہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے ساتھ مصالحانہ رویہ اپنانے سے روکتا اور انہیں مسلمانوں سے متنفر کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

پطرس محترم نے علوم اسلامیہ کے مغربی زبانوں میں تراجم کے لئے ایک جماعت تیار کی۔ ان میں ایک انگریز عالم رابرٹ آف کسٹین (robert of Ketton) تھا جس نے قرآن حکیم کا پہلا لاطینی ترجمہ کیا۔ پطرس محترم نے قرآن حکیم کے اس ترجمہ پر مقدمہ بھی لکھا۔ اس کے علاوہ اس کی قائم کردہ جماعت نے کچھ اور عربی کتابوں کے ترجمے بھی کئے۔ اور ان کتابوں کا مجموعہ، مجموعہ کلونی کے نام سے مشہور ہوا۔

---

[20] ضیاء النبی، ج:6، ص:123

[21] ڈاکٹر محمود حمدی، الاستشراق والخلفیۃ الفکریہ للصراع الحضاری، قاہرہ، 1989۔ ص: 25

[22] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 14

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

ان تراجم سے پطرس محترم اور اس کے ساتھیوں کا مقصد دین اسلام کی محبت یا اسے سمجھنے کی کوشش نہ تھا بلکہ ان تراجم کا مقصد اسلام کی مخالفت کے لئے عیسائیوں کو مواد فراہم کرنا تھا جس کا اعتراف خود پطرس محترم نے کیا تھا۔[23]

اسی صدی میں ایک پادری فیرایل نے پہلی عربی لاطینی ڈکشنری تیار کی تھی۔[24]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک استشراق کا آغاز دسویں صدی عیسوی میں ہوا۔ جب فرانس کا ایک راہب جریر دی اور الیاک (040-1003) حصول علم کی خاطر اندلس گیا۔ اشبیلیہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں میں علم حاصل کیا اور یورپ بھر میں عربی زبان وادب اور ثقافت کا سب سے بڑا عالم شمار ہوا اور بعد میں 900ء سے لے کر 1003ء تک سلفستر ثانی کے لقب سے پاپائے روم کے منصب پر فائز رہا۔[25]

تحریک استشراق کے آغاز کے متعلق جتنی آرا کا مندرجہ بالا سطور میں ذکر ہوا ہے انہیں تحریک استشراق کی تاریخ کے مختلف مراحل تو قرار دیا جاسکتا ہے لیکن انہیں تحریک استشراق کا نقطہ آغاز قرار دینا قطعاً صحیح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کام کا بیڑا مستشرقین نے اٹھار کھا ہے وہ دسویں صدی عیسوی سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا۔

نویں صدی عیسوی کا مورخ بارو قرطبی لکھتا ہے: اھل مالقہ یا تو مسلمانوں کی ثقافت سے استفادہ کرنے کے لئے اور یا اس کی تردید کرنے کے لئے ادب، فقہ اور فلسفہ کے موضوع پر "مسلمان مصنفین کی تصانیف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ عربی تصنیفات کے کتب خانے قائم کرنے کے لئے کثیر اموال خرچ کرتے ہیں۔[26]

ڈاکٹر محمد احمد دیاب کہتے ہیں کہ بارو کی یہ بات اندلس کے ان مقامی لوگوں پر صحیح صحیح منطبق ہوتی ہے جنہوں نے مسلمانوں کی عادات کو اپنا لیا تھا۔ وہ مسلمانوں کی طرح اپنے خانگی معاملات کو چلاتے۔ مسلمانوں کی طرح اپنے بچوں کا ختنہ کرتے۔ عربی زبان میں کمال حاصل کرتے اور لاطینی زبان کی کتابت کے لئے عربی رسم الخط کو استعمال کرتے۔ عیسائیوں کے مذہبی راہنما عربی ناموں، عربی زبان اور عربی ثقافت کو ترجیح دیتے۔ وہ مسلمانوں کے مدارس، جامعات اور کتب خانوں کا رخ کرتے۔ وہاں تحصیل علم کرتے۔ پھر اپنے گرجوں اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے، مسلمانوں کی علمی میراث کا ترجمہ کرتے، اس کی تفسیر کرتے، ان موضوعات پر خود کتابیں تصنیف کرتے اور انہیں اپنے راہبوں اور طلبہ علم میں پھیلا دیتے۔ اس طرح ان کے مختلف مدارس اور مختلف علماء کی انتھک کوششوں سے یورپ میں علم کی روشنی انتہائی سرعت سے پھیلنے لگی۔[27]

جب نویں صدی عیسوی کا ایک مورخ عیسائیوں کے علوم اسلامیہ کی طرف اس شدی میلان کا ذکر کرتا ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ تحریک استشراق کے آغاز کا زمانہ اس سے بعد قرار دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین کے کام کا آغاز دسویں صدی عیسوی سے بہت پہلے ہو گیا تھا۔ گو اہل کتاب کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ کاروائیاں تو اس وقت سے شروع ہو گئی تھیں جب اس دنیا پر اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تھا۔ اسی وقت سے وہ اسلام اور مسلمانوں پر مختلف جہتوں سے حملوں کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ ہلال وصلیب کا یہ معرکہ اسی وقت سے جاری ہے اور اس کی شدت میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔ لیکن استشراق مسلمانوں کے خلاف یہودی ونصاری کی قلمی جنگ کا نام ہے اور یہ ذرا بعد میں شروع ہوئی۔ استشراق کی تحریک کو مشرق اور مغرب کے اہل کتاب نے مل کر آٹھویں صدی عیسوی میں شروع کیا۔ مشرقی اہل کتاب کا نمائندہ یوحنا دمشقی (676-749) تھا جو خلیفہ ہشام کے زمانے میں بیت المال میں ملازم تھا۔ اس نے ملازمت ترک کر دی اور فلسطین کے ایک گرجے میں بیٹھ کر مسلمانوں کی تردید میں کتابیں لکھنے لگا۔ اس نے اسلام کے خلاف دو کتابیں لکھیں جن میں سے ایک کا نام "محاور مع المسلم" مور کتابیں دوسری کا نام "ارشادات النصاری فی جدل المسلمین" تھا۔[28]

[23] الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری"، صفحہ 32

[24] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 13

[25] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 13

[26] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 13

[27] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 16

[28] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 15

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

یہ دونوں تصنیفات اسی مقصد کے تحت لکھی گئی تھیں جس کے تحت مستشرقین نے تصنیفات کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اس لئے ہم یوحنا دمشقی کی مساعی کو تحریک استشراق کا نقطہ آغاز قرار دے سکتے ہیں۔ گو کچھ لوگ مشرق کا باشندہ ہونے کی بنا پر یوحنا دمشقی کو مستشرق تعلیم نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی تصنیفات کو تحریک استشراق کا حصہ قرار دینے کیلئے تیار ہیں لیکن ہم نے مستشرقین کی جو تعریف کی ہے اس کی رو سے وہ مستشرق ہی شمار ہو گا۔ اگر یوحنا دمشقی کو مستشرق شمار نہ کیا جائے تو بھی تحریک استشراق کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی ہی سے ماننا پڑے گا کیونکہ اسی صدی میں مسلمانوں نے اندلس کو نہ صرف عسکری طور پر فتح کیا تھا بلکہ مسلمانوں کی تہذیب اور ان کے مذہب نے بھی وہاں پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا۔ اور اہل مغرب مسلمانوں کے علوم و فنون اور ان کی ثقافت کی طرف دو متضاد وجوہات کی بنا پر متوجہ ہوئے تھے۔ کچھ تو وہ تھے جن کو اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب نے اتنا متاثر کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی تہذیب کو اپنی تہذیب پر ترجیح دیتے تھے اور زندگی کو اسی تہذیب کے رنگ میں رنگنے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ان میں کچھ وہ بھی تھے جو مذہب عیسائیت پر قائم رہتے ہوئے اسلامی تہذیب و ثقافت سے متاثر تھے اور اسلامی جامعات میں حصول علم کے لئے بڑے شوق سے داخل ہوتے تھے۔ اسی قسم کے لوگوں کے متعلق متعصب عیسائی مورخ بارو قرطبی نے بڑی حسرت سے لکھا ہے۔ میرے دینی بھائی عربی شاعری اور عربی حکایات میں بڑی لذت محسوس کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے فلاسفہ اور فقہاء کی کتابوں کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ اس مطالعہ کے ذریعے مسلمانوں کی تردید کریں بلکہ اس لئے کہ وہ اس عربی ادب کا مطالعہ کر کے عربی زبان میں کمال حاصل کر سکیں۔ آج ہمیں پادریوں اور راہبوں کے علاوہ ایسے عیسائی کہاں مل سکتے ہیں جو اناجیل مقدسہ کی لاطینی تشریحات کا مطالعہ کرنا پسند کرتے ہوں۔ ہائے افسوس! ہمارے باصلاحیت عیسائی نوجوان عربی لغت و ادب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کی کتابوں پر زر کثیر صرف کرتے ہیں۔ اور ہر جگہ عربی زبان و ادب کی عظمتوں کا ڈھنڈورا پیٹتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب ان سے کتب عیسوی کے متعلق پوچھا جائے تو بڑی نفرت سے کہتے ہیں کہ عیسائی کتابیں اس قابل نہیں کہ ان کی طرف توجہ مبذول کی جائے۔[29]

ان کے علاوہ کچھ لوگ وہ تھے جو عربی زبان کا مطالعہ بالکل اسی غرض سے کرتے تھے جو بارو ند کور کی خواہشات کے عین مطابق تھی۔ ان میں اکثریت عیسائی پادریوں اور راہبوں کی تھی جو مسلمانوں کی اس قوت کا راز معلوم کرنا چاہتے تھے جس کی سطوت کے سامنے قیصر و کرتی کے جھنڈے سرنگوں ہو گئے تھے۔ وہ اس تہذیب و ثقافت کی ترقی کے اسباب معلوم کرنا چاہتے تھے جس نے کئی تہذیبوں اور ثقافتوں کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ جس تہذیب کی عظمت کا عالم یہ تھا کہ جس دور میں یورپ میں چاند یا دربیع ال اور راہبوں کے علاوہ کرانی پر یا ملالہ جانا تھا اس دور میں بقول دوزی اندلس کا بچہ بچہ علم کے زیور سے بہرہ ور تھا ۔[30]

یہ پادری اور راہب اپنی خانقاہوں اور گرجوں سے نکلے اور حصول علم کے کلام کو معرفت اندلس کا رخ کیا۔ ان راہبوں کو حصول علم کے راستے پر علم و معرفت کی محبت کے نہیں ڈالا تھا بلکہ ان کے سینوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف بغض و کینہ کا سمندر موجزن تھا، اس نے انہیں اپنی عبادت گاہوں سے نکال کر مسلمانوں کے سامنے زانو تلمذ تہ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کا یہ حسد و بغض ہر زمانے میں اپنا رنگ دکھاتا رہا ہے۔ اندلس کے جن لوگوں نے عربی طرز حیات اپنا لیا تھا، ان میں بھی ایسے عیسائی اور اور پادری موجود تھے جنہوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کے لئے بھیس بدلا تھا۔ ان کا ستھر بھی مسلمانوں کی قوت کا راز معلوم کر کے اور ان کی خامیوں اور کمزوریوں کا سراغ لگا کر نہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا تھا۔[31]

پادریوں اور راہبوں نے مختلف بھیس بدل کر اندلس سے علوم حاصل کئے اور پھر انہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی تردید کے لئے وقف کر دیں۔ اس بحث سے ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

(1) استشراق کی تحریک کا آغاز عملاً آٹھویں صدی عیسوی سے ہو چکا تھا اگرچہ اس تحریک کو یہ نام کئی صدیاں بعد دیا گیا۔

(2) اس تحریک کو شروع کرنے والوں کی اکثریت راہبوں اور پادریوں پر مشتمل تھی جیم میں مشرق سے تعلق رکھنے والے بھی تھے اور مغرب سے تعلق رکھنے والے بھی۔

---

[29] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص:17
[30] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص: 15
[31] اضواء علی الاستشراق والمستشرقین، ص:15

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

(3) استشراق کا قافلہ ابتداہی سے دو مختلف راستوں پر گامزن ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو اسلامی علوم سے متاثر ہوئے اور معرفت و حکمت کی جو روشنی ان علوم کی وجہ سے اسمائی مشرق کو جمعہ نور بنا رہی تھی، انہوں نے مغرب کی فضاؤں میں بھی اسی شمع کو روشن کرے جمع کیا۔ انہوں نے اسلامی علوم سے کماحقہ استفادہ کیا۔ ان ہی لوگوں کی انتھک کوششوں) نتیجہ ہے کہ آج علم کے پیاسے یورپ کی طرف دیکھنے پر مجبور ہیں اور یورپ مادی ترقی کی اس منزل تک جا پہنچا ہے جہاں انسانی معاشرہ پہلے کبھی نہیں پہنچا تھا۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جن کی کوششوں کا محرک سوائے اسلام و دشمنی کے اور کچھ بھی نہیں۔ ایسے لوگ جس چیز کو خود روشنی رکھتے ہیں، اس کے علاوہ کسی دوسری روشنی تسلیم کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ وہ اسلامی تعلیمات کی طرف محض اس لئے تو ہوتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی کمزوریوں کو تلاش کر کے انہیں نقصان پہنچا سکیں اور مسلمانوں کے مقابلے میں انہی ہتھیاروں سے مسلح ہو سکیں جن کی بدولت مسلمانوں نے دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔

مستشرقین کی اکثریت اس طبقے پر مشتمل ہے۔ ان کے مقاصد میں وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں لیکن اسلام دشمنی کا بنیادی مقصد کبھی ان کے آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کبھی مصر پر حملے کے وقت نپولین بوناپارٹ کے ہمرکاب نظر آتے ہیں۔ کبھی اسلامی ممالک میں مغربی استعمار کے قیام کی راہ ہموار کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی استعمار کے خلاف اٹھنے والی آزادی کی تحریکوں میں استعماری حکومتوں سے مشیر بن کر حق نمک ادا کرتے نظر آتے ہیں۔

مستشرقین کا یہ طبقہ مسلمانوں کے خلاف صیہونی تحریک سے بھی الحاق کر لیتا ہے اللہ الحادی طاقتیں بھی اسے اسلام کے مقابلے میں کم خطرہ نظر آتی ہیں۔ مستشرقین کے اس طبقہ کا پھیلایا ہوا زہر ملت اسلامیہ کی اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں سرایت کر چکا ہے اسے مت مسلمہ اس خطرے کا احساس جتنی جلدی کر لے اتنا ہی اس کے حق میں بہتر ہے۔[32]

---

[32] ضیاء النبی،ص:129